حکیم سنائی

مترجم

جناب انعام اللہ خاں صاحب ناصر
(ایڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ دہلی)

غزلیات | اگرچہ غزل نے اس وقت شاعری میں کوئی مستقل جگہ حاصل نہیں کی تھی اور شاعری کا تمام سرمایہ قصیدہ اور مثنوی تک محدود تھا لیکن اس کے باوجود حکیم سنائی کے کلام میں لطیف غزلیات موجود ہیں۔ حکیم صاحب کے دل آویز قطعات کو غزلیات میں محسوب کیا جاتا ہے۔ اوران کی خمریات میں ایک خاص کیف پایا جاتا ہے فرماتے ہیں۔

اے یار بے تکلف مارا بنبیذ باید — ایں قفل رنج مارا امشب کلید باید
جائے بہائے جانے بستاں زدست دلبر — آمد مراد حاصل اکنوں مرید باید
اے ساقی سمن بر دردورہ تو بادہ تر — زیرا صبوح مارا اہل من مزید باید

عشق ورزی کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

دل بہ عشق است زندہ در تن مرد — مردہ باشد وے کہ عاشق نیست
اندر دلِ من عشق تو چوں نورِ یقیں است — بر دیدہ من نام تو چوں نقشِ نگیں است
چوں دردِ عاشقی بہ جہاں ہیچ درد نیست — تا دردِ عاشقی نہ چشد مرد مرد نیست
جاناں بجز از عشق تو دیگر ہوسم نیست — سوگند خورم من کہ بہ غیر از تو کسم نیست

معشوق کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

چاک زد دلبرِ من دستِ صبا دامن گل — خیز تا ہر دو خرامیم بہ پیراہنِ گل

تیرہ شد ابر چو زلفین تو بر چہرۂ چرخ تا بیاراست چو روئے تو رخِ روشن گل
ہمہ شب فاختہ تا روز ہمی گرید زار زغم گل چو من از عشق توائے خرمن گل

غزلیاتِ عارفانہ میں فرماتے ہیں

بے گانہ بود میان ما جاں بے گانہ درمیاں نخواہم

رباعیات | حکیم سنائی کے مطبوعہ دیوان میں ۱۷۰ رباعیات مندرج ہیں۔ حکیم صاحب کے دوسرے اشعار کی مانند ان رباعیات میں مسائلِ توحید و معرفت دل نشیں اور مؤثر انداز میں بیان کئے گئے ہیں:-

عشق کے متعلق فرماتے ہیں

برہانِ محبت نفسِ سردِ من است عنوانِ نیاز چہرۂ زردِ من است
میدانِ دفا دل جوانمردِ من است درمانِ دل سوختگاں دردِ من است

نیکوکاری کے متعلق فرماتے ہیں

غم خوردنِ ایں جہانِ فانی ہوس است از ہستی ما بہ نیستی یک نفس است
نیکوی کن اگر ترا دست رس است کایں عالم یادگار بسیار کس است

حسنِ سلوک کی ترغیب میں فرماتے ہیں

با ہمہ خلق جہاں گرچہ ازاں بیشتر گمرہ و کم تر برہند
تو چناں زی کہ بمیری برہی نہ چناں زی کہ بہ میری برہند

صحبتِ بد سے پرہیز کی نصیحت کرتے ہیں

منشیں با بداں کہ صحبتِ بد گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتاب ارچہ روشن است ولے پارۂ ابر ناپدید کند

راستبازی کی تعریف کرتے ہیں۔

راستاں رستہ اند روزِ شمار جہد کن تا ازاں شمار شوی
اندریں رستہ راست کاری کن تا دراں رستہ رستگار شوی

حکیم سنائی نے اخلاقی اشعار کو امثال معروف سے مؤثر بنانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔
اس موضوع پر کہ نیشِ عقرب طبعی امر ہے فرماتے ہیں۔

گفت منیشم نہ از پے کین است مقتضائے طبیعتش ایں است

خوئے بد زائل نہیں ہوتی۔

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست نرود جز بوقت مرگ از دست

بیل کے قصور کی سزا اس کے مالک کو دی جاتی ہے

ہر گناہے کہ می کند گاواں بر رسنبانِ او بود تاواں

باغ بالا بہ وآسیا بہ پایاں

باغ بالا و آسیا بہ نشیب داشتے بر یکے بروں ز حسیب

کلام منثور | حکیم سنائی کے منثور کلام کے جو جملے ہماری نظر سے گذرے ہیں ان کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے

(۱) حدیقہ کا دیباچہ۔ عبداللطیف عباسی نے لکھا ہے کہ میں نے اس نسخہ کو متعدد نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد لکھا ہے اور اس کی تائید کے لئے سوانح حیات رودکی کے سلسلہ میں فاضل معاصر سعید نفیسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے اس دیباچہ کے ایک نسخہ کو ایک کتب خانہ میں دیکھا تھا اُس نسخہ کے کاغذ سے یہ بات ظاہر تھی کہ وہ اوائل قرن ہفتم یعنی خود حکیم سنائی کے عہد میں لکھا گیا ہے

(۲) حکیم سنائی کا مکتوب ہے بہرام شاہ کے نام اس میں حکیم صاحب نے ان اعتراضات کو رد کیا ہے جو غزنی کے ظاہر بیں علماء نے حدیقہ پر وارد کئے تھے یہ مکتوب اس حدیقہ میں موجود ہے جو محمد بن علی رفام نے جمع کیا تھا۔

(۳) حکیم سنائی کا ایک مکتوب ہے جو انھوں نے اپنے دوست کے لئے آشنا طلب کرنے کے لئے لکھا تھا۔

ذیل میں حکیم صاحب کے دو مکتوبات درج کئے جاتے ہیں حدیقہ کا دیباچہ بمبئی کے نسخہ میں طبع

ہو چکا ہے۔ حکیم صاحب کا مکتوب بنام بہرام شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعض آثار میں ہے کہ دو باتیں عمر اور زندگانی میں اضافے اور بارش اور درختوں کے اُگنے کا موجب ہوتی ہیں اُن میں ایک یہ ہے کہ مظلوموں کی مدد کی جائے دوسرے یہ کہ ظالموں پر قہر کیا جائے اور اس پر دلیل ہے پیشوائے عالمیاں محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہ کا یہ ارشاد "بالعدل قامت السموات والارض" عدل ایک ایسے مرغ کی مانند ہے کہ جس جگہ اس کا سایہ پڑتا ہے وہاں سعادت و دولت پیدا ہو جاتی ہے اور جہاں یہ مرغ پر زنی کرتا ہے وہ مقام فردوسِ اعلیٰ کی مانند ہو جاتا ہے اور جس جگہ یہ مرغ آشیانہ بنالیتا ہے وہ زمین قبلہ و کعبۂ امید بن جاتی ہے۔ اس کے برعکس جور و ظلم ایک مرغ کہ جس جگہ پرواز کرتا ہے وہاں قحط رونما ہو جاتا ہے بارش رک جاتی ہے اور چشموں کا پانی قعرِ زمین میں چلا جاتا ہے۔ زندگی اور حیا معدوم ہو جاتی ہے۔ بادشاہ بے زوال جل جلالہ و تقدست اسمائہ سلطان اسلام بادشاہ عادل بہرام شاہ بن مسعود کو ظلم و جور سے نگاہ رکھے۔ اور عدل سے آراستہ کرے۔

اگر تمام دنیا جمع ہو کر میرے سرمایۂ دل کو لوٹنے کی کوشش کرے تو اس میں کامیاب نہ ہو سکے جو درخت مشاہدہ اسرارِ غیوب نے ملک الملوک نے نصب کیا ہو اس میں جبرئیل اور میکائیل بھی تصرف نہیں کر سکتے تا بہ شیاطین الانس والجن چہ رسد۔ خلق کا ظلم گذر جاتا ہے متاعِ دنیا فنا ہو جاتی ہے ....

آخرکار مظلوم پیش گاہ احد میں مقرب ہوتا ہے اور سب سے عجیب تر وہ ظلم جو علماء پر جہلا کی طرف سے ہو اور اس کا مصداق محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہ کا یہ قول ہے "غنی قوم افتقر و عزیز قوم ذل و عالم بین الجہال" میں نے جو کتاب زبان اہل معرفت میں تصنیف کی ہے اس کو وہ عارف سمجھ سکتا ہے جو اپنی صفات کا دانا اور ملک الملوک کے اسرار کا بینا ہو۔ اگر اس عہد میں بایزیدؒ۔ جنیدؒ۔ اور شبلیؒ موجود ہوتے تو ان کا تصرف اس کتاب میں سجا ہوتا۔ اس لئے کہ وہ اہلِ معرفت تھے لیکن ازراہِ ضلال دانش مندوں کا تصرف جو معرفت سے محروم ہیں سراسر کوردلی کا نتیجہ تھا ان لوگوں کے مثالب اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں اور اس امر کی دلیل کہ یہ لوگ ازراہِ جہل تصرف

کرنا چاہتے ہیں یہ اعتراض ہے کہ "سنائی نے آلِ مروان کی مذمت کی ہے اور امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر فضیلت دی ہے"۔ یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کا ذکر صدیق اکبرؓ، فاروق اور ذی النورین رضی اللہ عنہم کے بعد کیا ہے اور مدارج میں وہی ترتیب ملحوظ رکھی ہے جو ائمۂ سلف کی قایم کی ہوئی ہے اور جو میر کائنات محمد المصطفےٰ صلوات اللہ علیہ سے باخبار صحیح مروی ہے اور جس پر سلف صالحین کا اتفاق ہے . . . . . اے خدا جہان کو ان علماء سے زینت دے جو تجھ سے ڈرتے ہوں اور مخلوق سے شرم کرتے ہوں ہمیں بے گانوں کی صحبت کے عذاب سے بچا اور سلطان عہد کو توفیق عطا کر کہ ان مفسدین پر نوازش سے بچے کہ ان کے حال پر نوازش دین کی تباہی ہے اور مصلحین کی نگہداشت دین و دولت کی بقا اور شادی روان محمد مصطفےٰ (صلوات اللہ علیہ الی یوم الدین) کا موجب -

ایک دوست کے نام سنائی کا مکتوب | بخشش دیکھنے والا بخشا ئندہ آفرینش کے پاس ان ستیوں کی حکایت کرتا ہے جنھوں نے شراب خانۂ قدم کی بو سونگھی اور تین سو نو سال ایک حالت مستی میں رہے جب ولایت شراب سے ولایت طعام میں قدم رکھا تو تملیخا سے کہا کہ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا اس تشبیت و ترتیب سے غرض یہ ہے کہ یہ آزاد مرد خواجہ عبدالصمد میر تلمیخا ہے اور میں آپ کی مدد کا محتاج ہوں چار مہینہ سے تنگ دستی کے سیاہ عارضہ نے مجھے زرد رو کر رکھا ہے اگر آپ میرے سر کو سبز اور حاسدوں کے سینہ کو کبود کرنا چاہتے ہیں تو سپیدی آرد عنایت کیجئے اگر آپ کو آرزو دیدار ہے تو مجھے بھی آپ کی شکر شکریں کی تمنا ہے جو دن خواجہ عبدالصمد دام توفیقہ مناسب سمجھ کر مقرر کریں اس دن قدم رنجہ فرما کر دولت دیدار سے بہرہ اندوز فرمائیے کہ لقاء الخلیل شفاء العلیل مشہور ہے تصدیعہ کے لئے عذر خواہ ہوں معزالدین احمد گرامی سے ملاقات ہو تو میری طرف سے انھیں دعائے عاشقانہ

لہ اس قصے میں ۳۰۹ کے عدد میں اشارہ اصحاب کہف کی طرف ہے (فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا) اس سے مفسرین ۳۰۹ سال لیتے ہیں تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۲۲۰ اصحاب کہف نے ہوش میں آنے کے بعد تلمیخا کو کھانا لانے کے لئے بستی میں بھیجا تھا - ۱۲

عرض کردی ہے۔ والدعا۔

شعراء کی طرف سے سنائی | طبقۂ صوفیا میں مولنا جلال الدین بلخی حکیم سنائی کی عظمت کے بڑے موید ہیں
کی عظمت کا اعتراف | اور انھوں نے اپنی مثنوی میں متعدد مقامات پر ابیاتِ سنائی کی شرح کی ہے

حدیقۂ اور مثنوی کا مقابلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ترک جوشش کردہ ام من نیم خام　　از حکیمِ غزنوی بشنو تمام

دوسرے مقام پر کہتے ہیں

بشنو ایں پند از حکیمِ غزنوی　　تا بیابی در تنِ کہنہ نوی

ایں رباعی را شنو از جان و دل　　تا بکلی بیروں شوی از آب و گل

آں حکیم غزنوی شیخِ کبیر　　گفتہ است ایں پند نیکو یاد گیر

دوسری جگہ سنائی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

آں امام الغیب و فخر العارفیں　　در الٰہی نامہ گفتہ شرح ایں

ایک جگہ سنائی کو پیر دانا کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

بشنو از قولِ سنائی ایں رموز　　معنی تا واقف آئی بر کنوز

گر تو بگشائی ز باطن دیدہ　　زود یابی سر بسر بگزیدہ

پیر دانا اندریں رمزے بگفت　　در حقیقت زیں صدف درے بسفت

اپنی غزلیات میں فرماتے ہیں۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او　　ما از پے سنائی و عطار آمدیم

شمس الدین محمد افلاکی اپنی کتاب مناقب العارفین میں رقم طراز ہے کہ بہاء الدین بحری نے جو علم معانی سے بہرہ کامل رکھتا تھا روایت کی ہے کہ ایک روز مولنا جلال الدین بلخی نے فرمایا کہ جو عطار کا کلام پڑھے گا وہ سنائی کی باتوں سے مستفید ہوگا اور جو سنائی کے اشعار پر غور کرے گا وہ ہمارے اشعار کے معانی سمجھ سکے گا۔

مناقب العارفین میں ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ ایک روز ایک شخص نے مولانا کے سامنے حدیقہ پر اعتراض کیا آپ نے فرمایا کہ چپ ہو جا۔ اگر تو مسلمان ہے اور عظمت سنائی سے واقف تو تیرے سر سے ٹوپی گر جاتی۔

مولانا نے مثنوی میں چند مقامات پر اشعار سنائی کی تشریح و تفسیر کی ہے ان میں سے ایک یہ شعر ہے۔

ہر چہ از راہ وا مانی چہ کفر آں نقش و چہ ایمانی۔
ہر چہ از دوست دور افتی چہ زشت آں نقش و چہ زیبا

اس کے علاوہ مندرجہ اشعار کی تشریح و تضمین کی ہے۔

ناز را روئے بہ باید ہم چو ورد چوں نہ داری گرد بدخوی مگرد
عیب باشد چشم نابینا و باز زشت روئے ناز یبا و ناز
چوں نبی نیستی ز امت باش چونکہ سلطاں نہ رعیت باش
کار ز دردل جان تو می باید کز عاریت ہا ترا درے نکشاید
(رباعی) یک چشمہ آب اندرون خانہ بہ زاں جوئے کہ از بروں می آید
آسماں ہاست در ولایت جاں کار فرمائے آسمان جہاں
(قطعہ) درہ روح پست و بالا ہاست کوہ ہائے بلند و صحرا ہاست
بمیر اے دوست پیش از مرگ اگر می زندگی خواہی
کہ ادریس از چنیں مردن بہشتی گشت پیش از ما
چوں زباں حسد شود نخاس یوسفے یابی از گز کرباس
بیت بن بیت منیست اقلیم است ہزل من ہزل منیست تعلیم است

یہ تو وہ اشعار ہیں جن کی تضمین کے متعلق مولانا نے خود اشارہ کیا ہے لیکن ان کے علاوہ مثنوی میں اور مضامین اور امثال بھی موجود ہیں جو خفیف تغیر سے حدیقہ میں موجود ہیں۔ بہر حال

حدیقہ اور مثنوی میں بڑی حد تک معنوی اتحاد ہے۔ اور ان دونوں میں فرق کرنا مشکل ہے میرے نزدیک حدیقہ اور مثنوی دو گلزار ہیں دونوں میں پھول کھلے ہوئے ہیں لیکن ایک میں کم اور دوسرے میں زیادہ۔

حدیقہ اور مثنوی کے درمیان موازنہ

عبداللطیف عباسی حدیقہ اور مثنوی کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ ان دونوں کتابوں میں عموم اور خصوص کی نسبت ہے۔ حدیقہ میں جو کچھ ہے وہ مثنوی میں بشرح و بسط نظر آتا ہے لیکن جو کچھ مثنوی میں ہے وہ حدیقہ میں بصورت ایجاز و اختصار ملتا ہے اگر حدیقہ کو متن اور مثنوی کو شرح قرار دیا جائے تو بجا ہے۔ دونوں بزرگوں کی وحدت خیال ظاہر کرنے کے لئے ذیل میں حدیقہ اور مثنوی کی دو حکایتیں درج کی جاتی ہیں۔

حدیقہ

بود شہرے بزرگ در حد غور — وز دراں شہر مرد ماں ہمہ کور
بادشاہے براں مکان گذشت — لشکر آورد و خیمہ زد در دشت
در شت پیلے بزرگ باہیبت — از پئے جاہ و حشمت و صولت
مردماں را نہ بہر دیدن فیل — آرزو خواست زاں چنیں تہویل
چند کور از میان آں کوراں — بر پیل آمدند زاں عوراں
ہر یکے را بہ لمس ہر عضوے — اطلاع اوفتاد بر جزوے
ہر یکے صورتے محالے بست — دل و جاں در پے خیالے بست
چوں بر اہل شہر باز شدند — بر شاں دیگراں فراز شدند
آرزو کرد ہر یکے ز انشاں — آنچناں گمرہان و بدکیشاں
ہیئت و شکل پیل پرسیدند — و انچہ گفتند جملہ بشنیدند
تا بدانند شکل و صورت پیل — ہر یکے با زناں دراں تعجیل
آمدند و بدست می سودند — زانکہ از چشم بے بصر بودند

آنکہ دستش لسبوئے گوش رسید — دیگرے حال پیل ازو پرسید
گفت شکلے است سہمناک وعظیم — پہن و صعب و فراخ ہم چو گلیم
و آنکہ دستش رسید زی خرطوم — گفت گشتہ است مرمرا معلوم
راست چوں نے رواں میانہ تہی است — سہمناک است و مایۂ تہیست
و انکہ رابد ز پیل ملموسش — دست و پائے لطرد پر بوسش
گفت شکلش چنانکہ مضبوط است — راست ہم چوں عمود مخروط است
ہر یکے دیدہ جزوے از اجزا — ہمگناں را نظر فتادہ خطا
ہیچ دل را نہ کلی آگہ نے — علم با ہیچ کور ہمرہ نے
جملگی را خیال ہائے محال — کردہ مانند غنبقرہ بجوال

از خدائی خلائق آگہ نیست
عقلا را دریں سخن رہ نیست

مثنوی

پیل اندر خانہ تاریک بود — عرضہ را آوردہ بودندش ہنود
از برائے دیدنش مردم بسے — اندراں ظلمت ہمی شد ہر کسے
دیدنش با چشم خود ممکن نبود — اندراں تاریکیش کف می بسود
آں یکے را دست برگوشش رسید — آں برد چوں باد بیزن شد پدید
آں یکے را کف چو بر پایش بود — گفت شکلِ پیل دیدم چوں عمود
آں یکے بر پشت او بنہاد دست — گفت ایں پیل چوں تخت بدست

ہم چنیں ہر یک بجزوے کو رسید
فہم آں میکرد و ہر جا می تنید

اس مسئلہ کے متعلق کہ توحید الٰہی کی راہ عقل سے نہیں مل سکتی سنائی کہتے ہیں۔

راہ توحید را بہ عقل مجوئی　　دیدۂ روح را مخار مخار
ہر کہ از چوب مرکبے سازد　　مرکب آسودہ راں دخستہ سوار

اسی تشبیہ کو مولانا مثنوی میں اس طرح لکھتے ہیں۔

پائے استدلالیاں چوبیں بود　　پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

ظاہر بینوں کی تقلید سے بچنے کے لئے سنائی ان الفاظ میں ہدایت کرتے ہیں۔

اندریں رہ صد ہزار ابلیس آدم روئے ہست　　تا ہر آدم روئے را زہی پایہ آدم نشمری

مولوی صاحب اسی موضوع پر فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہ ہر دستے نباید داد دست

سنائی و خاقانی | حکیم سنائی کے ارادت مندوں میں خاقانی شروانی کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے خاقانی نے بقول اصح ۵۹۵ھ میں وفات پائی)

خاقانی کی خود پسندی کا یہ عالم ہے کہ فن شعر میں کسی کو اپنا ہمسر نہیں سمجھتا عنصری اور عسجدی کو اپنے خوانِ فضیلت کا ریزہ خوار کہتا ہے اور اپنے کو حسانِ عجم کہتا ہے۔

ایک جگہ تعلی کرتا ہے

شاعر مغلق منم خوان معانی مراست　　ریزہ خور خوانِ من عسجدی و عنصری

دوسری جگہ کہتا ہے

اگر بر احمدِ مختار خوانند ایں چنیں شعرے　　زصدر او صدا آید کہ قد احسنت حسانی

پھر ایک جگہ یقین کے ساتھ کہتا ہے

گر نہ ردیف شعر مرا آمدے بکار　　ماناکہ خود نساختے اسکندر آئینہ

لیکن اس تمام رعونت اور انانیت کے باوجود حکیم سنائی کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے اور اپنے کو ان کی ذیل میں سمجھتا ہے۔

چوں زماں عہد سنائی در نوشت　　آسماں چوں من سخن گستر بزاد

چوں بہ غزنی شاعرے درخاک شد   خاک شرواں شاعرے دیگر بزاد
یوسف صدیق چوں برلبست نطق   از خفا موسی پیغمبر بزاد

دوسری جگہ کہتا ہے

بدل من آمدم اندر جہاں سنائی را   بدیں دلیل پدر نام من بدیل نہاد

ایک جگہ اس اعتراض کا جواب دیتا ہے جو رشید وطواط نے حکیم سنائی کے دیوان پر کیا تھا

کہ احمقی است سر کردہائے شیطانی

خاقانی نے سنائی کے بعض قصائد کی اتباع میں قصیدے لکھے ہیں اس سلسلہ میں سنائی کا قصیدہ معروف بہ رموز الاولیا خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔

تحفۃ العراقین کی تصنیف میں بھی خاقانی کی نظر حکیم سنائی کی مثنویات پر تھی اور حدیقہ کے بعض مضامین اس میں نظر آتے ہیں سنائی نے خطاب بہ آفتاب کے عنوان سے لکھا تھا۔

چوں در آئی بہ بارگاہ حمل   بنمائی ہزار گونہ عمل
زیورِ حسن بر جہاں بندی   نقش دیباۓ گلستاں بندی
قدح لالہ پر شراب کنی   عارضِ ارغواں خضاب کنی

خاقانی اسی عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

باز از برہؔ خوان استادی   یک سالہ غذاۓ خلق دادی
یاقوت حینیں باغ رخشاں   از طرۂ سبز و جعدِ ریحاں
گلگونہ لالۂ ہم تو دادی   خاک سپش بہ رخ نہادی

سنائی نے لکھا تھا

از پے بزم بست حناگر   و رسوم قصر زہرۂ از ہر
بستہ پشت کمر بہ سرہنگی   والی عقرب آں یل جنگی

خاقانی نے اسی موضوع پر تحریر کیا

لہ برہ مراد از برج حمل

پروین بہ سر خانہ زاں سوئے نشست ماہ اجرے خود پہلوئے نشست
بالات شجاع ارغواں تن زیر تو عروس ارغنوں زن

سنائی نے لکھا تھا۔

در حجابِ تو دفتراں یکسر اندریں ہفت منظر اختر
تو کہ در ہفت کشوری خسرو شہ سواری ولیک تنہا رو

خاقانی نے لکھا

ازہم تو در نقاب خضرا مستوری صد ہزار رعنا
صاحب صدری ولیکت خود رائے در صف نعال ہر کسست جائے

نظامی گنجوی | سنائی کے ارادت مندوں میں نظامی گنجوی بھی شامل ہیں، نظامی فارسی کے مقتدر شعرا کی صف اول میں ہیں۔ مخزن الاسرار میں حکیم سنائی کا ذکر کرتے ہیں اور اپنی کتاب کو حدیقہ کا ہمسر ٹھہرا کر ان الفاظ میں فخر کرتے ہیں۔

نامہ دو آمد ز دو ناموس گاہ ہر دو مسجل بہ دو بہرام شاہ
آں بدر آوردہ ز غزنی علم ویں زدہ بر سکہ رومی رقم

جمال الدین اصفہانی | جمال الدین اصفہانی نے بھی حکیم سنائی کا اتباع کیا ہے (جمال الدین قرن ہشتم کے نامور شاعر تھے) لیکن اپنے قصائد کو سنائی کے قصائد کی برابر نہ پہنچا سکے جمال الدین نے سنائی کے اس قصیدہ کا استقبال کیا ہے۔

اے خداوندان قال الاعتبار الاعتبار وے خدا خوانان قال اعتذار الاعتذار

جمال الدین لکھتا ہے۔

الحذر اے عافلاں زیں وحشت آباد الحذر الفرار اے غافلاں زیں دیو مردم الفرار

سلمان ساوجی | سلمان ائمہ شعر میں سے ہے ۷۷۸ھ میں وفات پائی سنائی سے خاص عقیدت رکھتا تھا اور اکثر قصائد میں حکیم کا اتباع کیا ہے اور اپنے دیوان میں حکیم صاحب کا ذکر احترام کے ساتھ کیا ہے

ایک جگہ لکھا ہے۔

سنائی گر مرادیدے ز ننگ نام کے گفتے مسلمانی ز سلمان جود در دِ دیں ز بودردا

اوحدی | جام جم کا مولف اوحدی بھی سنائی کا مداح ہے اوحدی نے ۷۳۶ھ میں وفات پائی سنائی کے قصیدہ رموز الاولیاء کا استقبال کیا ہے۔ اوحدی کا مطلع ہے۔

سر بپیوند من سنبارد بار چوں تواں شد ز وصل برخوردار

ابوحامد کرمانی | ابوحامد احمد بن حامد کرمانی مولف تاریخ عقد العلی الی الموقف الاعلی بھی حکیم سنائی کا ارادت مند ہے ابوحامد نے ۵۶۲ھ میں وفات پائی۔ اس نے اپنی کتاب میں حدیقہ کے ۷۵ اشعار نقل کئے ہیں۔

حافظ | خواجہ حافظ نے بھی اپنے دیوان میں سنائی کا ذکر احترام کے ساتھ کیا ہے

اگر شاعر بخواند شعر چوں آب کہ دل را زود فزاید روشنائی

نہ بخشندش جوے از بخل وامساک اگر خود فی المثل باشد سنائی

شرف الدین بخاری | شرف الدین بخاری نے رسالہ نام حق میں سنائی کی دو شعروں کو تضمین کیا اور حکیم صاحب کی تعریف کی ہے۔

خود سنائی چہ بس نکو گفتہ است در معنی نگر کہ چوں سفتہ است

غم دیں خور کہ غم غم دین است ہمہ غمہا فروتر از این است

غم دنیا مخور کہ بیہودہ است ہیچ کس در جہاں نیاسودہ است

الحق کہ حکیم نیک موعظت نمودہ زیرا کہ دنیا بہ نسبت آخرۃ قلیل است بالعزد رغم آں بلغا بل آخرۃ بیہودہ گفتہ می شود پس بر عاقل لازم است کہ در اتمام دین ساعی باشد و دنیا را مزرعۂ آخرت دانستہ اگر دراں غم خواری نماید از دین شمردہ می شود۔ انما الاعمال بالنیات۔ والا لا۔

ملک الشعرائے بہار | ہمارے عہد میں بھی ملک الشعرائے بہار نے سنائی کا یہ شعر اپنے مشہور قصیدہ میں اقتباس کیا ہے۔

گاؤ را دارند باور در خدائے عامیاں   نوح را باور نہ دارند از پے پیغمبری

ملک الشعرائے بہار نے اسی مضمون کو ان الفاظ میں لکھا ہے

بہ نبوت نہ گرفتند رہ نوح نبی   وائے از این بے ادبی

سجدائی نمودند بہ گوسالہ سلام   داد از دست عوام

اس مقالے کی تیاری میں مندرجۂ ذیل کتب عربی و فارسی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۱) اغانی ابوالفرج اصفہانی
(۲) معجم الادباء یاقوت حموی
(۳) معجم البلدان یاقوت حموی
(۴) طبقات ناصری
(۵) تاریخ کامل ابن اثیر
(۶) تاریخ ابوالفداء
(۷) وفیات الاعیان ابن خلکان
(۸) دائرۃ المعارف محمد فرید وجدی
(۹) روضۃ الصفا
(۱۰) تاریخ ابوالقاسم فرشتہ
(۱۱) عقد العلائی الموقف الاعلیٰ
(۱۲) تاریخ ابوالفضل بیہقی
(۱۳) تاریخ یمینی
(۱۴) تاریخ سلاجقہ۔ تالیف عماد کاتب
(۱۵) نفحات الانس جامی
(۱۶) رشحات
(۱۷) چہار مقالہ عروضی
(۱۸) شعر العجم شبلی
(۱۹) خزینۃ الاصفیاء
(۲۰) سفینۃ الاولیاء
(۲۱) اقتباس الانوار
(۲۲) النبوۃ والخلافت محمد خضری بیگ
(۲۳) حدائق السحر فی دقائق الشعر رشید وطواط
(۲۴) ترکتازان ہند
(۲۵) آتش کدہ آذر
(۲۶) مجمع الفصحاء
(۲۷) مجلہ کابل
(۲۸) سخن و سخنوران تالیف بدیع الزماں
(۲۹) تاریخ ادبیات۔ تالیف ڈاکٹر رضا زادہ شفق
(۳۰) منتخبات ادبیات ایران تالیف بدیع الزماں

(۳۱) احوال و آثار سلمان بقلم رشید یاسمی

(۳۲) مناقب العارفین تالیف شمس الدین محمد افلاکی

(۳۳) تذکرۂ حسینی

(۳۴) تذکرہ دولت شاہ

(۳۵) تذکرہ والہ داغستانی

(۳۶) مآثر الکرام آزاد

(۳۷) خزانۂ عامرہ

(۳۸) کشف الظنون حاجی خلیفہ

(۳۹) قاموس الاعلام شمس الدین سامی

(۴۰) بیوک مجلہ

(۴۱) مجلۂ ارمغان

(۴۲) تزک بابر

(۴۳) تاریخ گزیدہ حمد اللہ مستوفی

(۴۴) نامۂ دانشوران

(۴۵) تاریخ سرجان مالکم

(۴۶) مفتاح الکفایہ شرح عوارف المعارف

(۴۷) بیان الادیان

(۴۸) تاریخ بارتولا

(۴۹) تاریخ ہفت اقلیم امین احمد رازی

(۵۰) مثنوی شریف

(۵۱) حدیقۂ سنائی

(۵۲) طریق التحقیق

(۵۳) سیر العباد

(۵۴) کارنامہ بلخ

(۵۵) عشق نامہ

(۵۶) عقل نامہ

(۵۷) بہرام و بہروز

(۵۸) دیوان قصائد

(۵۹) قاموس افغانی

(۶۰) تفسیر مولانا یعقوب چرخی

(۶۱) قصائد خاقانی

(۶۲) تحفۃ العراقین خاقانی

(۶۳) مخزن الاسرار نظامی

(۶۴) مجمع الانساب سمعانی

(۶۵) فرہنگ جہانگیری

(۶۶) فرہنگ آنند راج

(۶۷) دیباچہ جو محمد بن علی رقام نے حدیقہ پر لکھا ہے

(۶۸) دیباچہ جو عبد اللطیف عباسی نے حدیقہ پر لکھا ہے

(۶۹) کلیات شیخ عطار

(۷۰) تاریخچۂ ادبیات افغانستان مدونۂ فاضل کریم خاں نزہی

(۷۱) تذکرہ لباب الالباب محمد عوفی

(۷۲) تفسیر روح البیان شریف

(۷۳) بیت مقالہ قزوینی

(۷۴) روضۃ الالواح تالیف محمد رضا خاں